ISSN: 2959-2224 (Online) and 2959-2216 (Print)
Open Access: https://journals.iub.edu.pk/index.php/uas/index
Publisher by: Department of Hadith, The Islamia University of Bahawalpur, Pakistan.

عہدِ نبوی میں نظامِ تعلیم کے بنیادی خدوخال

Fundamental Features of The Education System in the Prophetic Era

Dr. Abdul Ghafoor*
E.S.T Govt High School Bagtal District Talagang

Dr. Hafiz Muhammad Sajjad
Associate Professor, Allama Iqbal Open University, Islamabad

Abstract
Prophet Muhammmad ﷺ gave special attention to the education of illiterate Arab society by teaching the Holy Quran, spreading wisdom and producing chastity among people. The education system of that period was based on the teaching of the Holy Quran and the sunnah of the prophet ﷺThis system founded an intellectual revoluation in the Arabian peninsula. In the Prophetic Era learning of the Holy Quran had the pivotal significance. During the period of Makka, the Prophet ﷺestablished Dar e Arqam for training and eduation of people. He ﷺ taught the basic teachings of Islam to the delegations coming from different regions non permanent ways of education. For a permanent way of teaching, he ﷺ designated Suffa as a boarding inst itute and appointed his friends to different places in order to spread knowledge. In the prophetic Era the acquisition of knowledge was compulsory for every man and woman. Free education was arranged in the state of Madina under the state supervision and mosque were used as school.women were taught separately from men.In order to communicate with the contemporary world, he ﷺ persuaded Hazrat Zaid to learn the Syriac language. The friends of the Holy Prophet ﷺ learned defensive skills from the people of Jarash.The prophet ﷺ always encouraged the acquisition of usefull rational and technical skills according to the situation. The present education system can be made ideal by teaking guidance from the education system of Prophetic Era.

Keywords: Prophetic Era, ʿAhd-i Nabawī, Education System

تمہید

رسول اللہ ﷺ کی آمد سے قبل دنیا ایک ایسے رہبر فرزانہ کی تلاش میں تھی جو اخلاقی اور روحانی پستیوں میں گری انسانیت کو ظلمت کی اتھاہ گہرائیوں سے نکال کر عظمتِ انسان کی نشاۃِ ثانیہ کا اہتمام کرے۔ رسالتِ مآب ﷺ نے دنیا کو مثالی نظامِ تعلیم کے لیے بنیادی اصول فراہم کیے جن پر چل کر اہلِ عالَم فلاح و کامرانی سے ہمکنار ہو سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بھی قرآن مجید میں آپ ﷺ

* Email of corresponding author: abdulghafoor976@gmail.com

کے فرائضِ منصبی میں تعلیمِ کتاب (قرآن مجید) کا ذکر کیا ہے[1]۔ آپ ﷺ نے نہ صرف مسجدِ نبوی کو درس و تدریس کا مرکز بنایا بلکہ اپنی پوری زندگی کو تعلیم کے لیے وقف کر دیا اور فرمایا إنما بعثت معلما[2]۔ آپ ﷺ اہلِ عالم کے لیے معلم بن کر آئے آپ ﷺ نے دنیا کو مثالی نظامِ تعلیم دیا۔ کسی قوم و ملت کی قومی زندگی میں تعلیم کی اہمیت ناقابلِ انکار ہے کسی معاشرہ کے اجتماعی شعور اور انفرادی تشخص کے ارتقاء کا دارومدار اس ملک کے تعلیمی نظام پر ہے۔ تعلیمی ماحول کا اثر معاشرے پر پڑتا ہے۔ نظامِ تعلیم کو ملی تقاضوں کے مطابق تشکیل دینے اور نظامِ تعلیم کی فکری اساس کا ہر دور میں چیلنج رہا ہے۔ نظامِ تعلیم ہی نئی نسل کو اپنے مقاصدِ زندگی کو سمجھنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ ملت و قوم کی تعمیر و ترقی کے لیے سائنسی علوم اور اسلامی اقدار پر مبنی نظام مربوط نظامِ تعلیم تشکیل دینا ضروری ہے۔ ایک مثالی نظامِ تعلیم ہی نئی نسل کو کامیاب زندگی گزارنے اور معرفتِ الٰہی میں معاون ثابت ہوتا ہے۔ ایک مثالی نظامِ تعلیم وہ ہے جو الہامی تعلیمات پر مبنی ہو اور وہ معرفتِ خداوندی کے ساتھ دنیوی زندگی میں ایک فرد کی ضروریات کی تکمیل میں معاون ہو۔ ہر نظامِ تعلیم نصاب، مقاصدِ تعلیم، اساتذہ، طلبہ اور اس کی نگرانی کرنے والے سسٹم پر مشتمل ہوتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ کے تعلیمی نظام میں نصاب قرآن و سنت تھا۔ اس نظام میں صحابہ کرام نے آپ کی نگرانی میں امت کو تعلیم دی۔ آپ ﷺ کا عطا کردہ نظامِ تعلیم دنیا کے لیے ایک مثالی نظامِ تعلیم تھا۔ آپ ﷺ نے مردوں کے ساتھ خواتین کو بھی کتابت سیکھنے کی ترغیب دی۔ اس کے ساتھ دنیوی امور جو تجربات سے حاصل ہوتے ہیں ان کے حصول کی حوصلہ افزائی فرمائی۔ عہدِ نبوی میں جن علوم کی ضرورت محسوس ہوئی آپ ﷺ نے ان کے حصول کی اجازت دی۔ دفاع کے لیے اس دور کے ہتھیار اور اسلحہ کی ترغیب دی اور سیکھنے والوں کی حوصلہ افزائی فرمائی۔ آپ ﷺ نے معاصر دنیا سے رابطہ اور سفارت کاری کے لیے حضرت زیدؓ کو سریانی زبان سیکھنے کی ترغیب دی۔ دوسری اقوام کو سمجھنے کے لیے اور کامیاب سفارت کاری کے لیے دوسروں کی زبان ضروری ہے۔ آپ ﷺ نے فروغِ تعلیم کے لیے صحابہ کرام کو مختلف علاقوں کی طرف بھیجا۔ حضرت معاذ بن جبلؓ کو یمن میں معلم بنا کر بھیجا۔ آپ ﷺ نے اپنے ہر عمل اور ادا سے اپنی امت کی تربیت کی اور اسے علم سے مزین فرمایا۔ نبی اکرم ﷺ کی حیاتِ طیبہ سر تا پا تعلیم کا ایک مثالی نمونہ تھی۔ آپ ﷺ نے امتِ محمدیہ کو تعلیمی نظام دیا۔ عہدِ نبوی کی تعلیم کی خصوصیت یہ ہے کہ تعلیم کے ساتھ تربیت بھی شامل تھی۔ اگر دورِ جدید کے مسلم اپنا تعلیمی نظام بہتر بنانا چاہتے ہیں اور اپنی شرحِ خواندگی کو بڑھانا چاہتے ہیں تو انہیں عہدِ نبوی کے تعلیمی نظام سے رہنمائی لینا ہوگی۔ عہدِ نبوی کے تعلیمی نظام سے رہنمائی لیتے ہوئے موجودہ تعلیمی نظام کو مثالی بنایا جا سکتا ہے۔

1۔ عہدِ نبوی میں تعلیمی نصاب کا جائزہ:

عہدِ نبوی میں تعلیم کا نصاب کیا تھا؟ اس کے اہم اجزاء کیا تھے؟ اس کی تفصیلات حدیث و سیرت کی بنیادی کتب سے ملتی ہیں۔ عہدِ نبوی ﷺ کے تعلیمی نظام کا بنیادی نصاب قرآن و سنت پر مشتمل تھا۔ حضرت سعد بن عبادہؓ کو نبی اکرم ﷺ نے صفہ میں اہلِ صفہ کو قرآن مجید کی تعلیم اور کتابت پر مامور فرمایا[3]۔ عہدِ نبوی ﷺ میں حضرت عمرو ابن حزمؓ کو یمن میں بنی حارث میں معلم بنا کر بھیجا گیا۔ ابن ہشام السیرۃ النبویۃ میں لکھتے ہیں: ''يعلم الناس القرآن ويفقههم فيه''[4]۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عہدِ نبوی کے تعلیمی نظام کے نصاب میں قرآن مجید کو محوری حیثیت حاصل تھی۔ حقیقت یہ ہے کہ قرآن مجید تمام علوم کا منبع ہے۔ ڈاکٹر حمید اللہ

لکھتے ہیں:"تاریخ بھی یہی بتاتی ہے کہ مسلمانوں کے سارے علوم (قانون، دینیات، تاریخ، جغرافیہ، سائنس سب ہی) براہِ راست قرآن سے ماخوذ اور قرآن کی تفسیر کے سلسلے میں پیدا ہوئے"[5]۔ قرآن مجید تمام علوم کی جامع کتاب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس میں انسانیت کی اصلاح وہدایت کے لیے تمام علوم وفنون کو نازل فرمایا۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت مصعب بن عمیرؓ کو اہلِ یثرب کی تعلیم کے لیے میں بھیجا۔ ڈاکٹر حمید اللہ لکھتے ہیں:"ان کی خواہش پر رسول اللہ ﷺ نے مکے سے ایک تربیت یافتہ معلم روانہ کر دیا تھا جو انہیں قرآن مجید کی تعلیم دے سکے۔ نصابِ تعلیم میں ایک مگر جامع کتاب تھی یعنی قرآن"[6]۔ قرآن مجید کے تمام علوم کے جامع ہونے کے بارے میں ڈاکٹر حمید اللہ کا نقطہ نظر ملاحظہ کیجیے۔ ڈاکٹر حمید اللہ لکھتے ہیں:"بہر حال ہمیں صاف نظر آتا ہے کہ قرآن مجید میں مختلف علوم ہیں۔ اس میں تاریخ کا بھی علم ہے۔ اس میں ان علوم کا بھی ذکر ہے جنہیں ہم سائنس کا نام دیتے ہیں مثلاً علم نباتات ، علمِ حیوانات، علمِ حجر، علمِ بحر، علمِ ہیئت یہاں تک کہ علم جنین کا بھی ذکر ملتا ہے"[7]۔ عہدِ نبوی کے ابتدائی دور میں قرآن مجید اور حدیث نبوی کے سیکھنے کی ترغیب دی گئی۔ اہلِ اسلام نے قرآن وسنت میں غور وفکر سے مسلمانوں نے دیگر علوم میں مہارت حاصل کی۔ دورِ نبوی میں احادیث کو حفظ کیا جاتا اور ان کی کتابت کی جاتی تھی۔ اس دور میں علم کی کتابت سے عمومی طور پر حدیث مراد لی جاتی تھی۔ علمِ حدیث کو ہی بعض مقامات پر العلم کہا گیا۔ سنن دارمی میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا یہ قول نقل کیا گیا ہے قَيِّدُوا هَذَا الْعِلْمَ بِالْكِتَابِ[8]۔ ابو بکر ابن ابی شیبہ نے المصنف میں یہ روایت حضرت عمرؓ کے حوالہ سے نقل کی ہے[9] اس دور میں عمومی طور پر علم کا اطلاق احادیثِ نبویہ پر کیا گیا۔ ابوداؤد کی سنن سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ مجھے علم کے مٹنے کا خوف ہے۔ یہاں مراد بھی علمِ حدیث ہے۔ صحابہ کرامؓ احادیث نبویہ کی کتابت اہتمام سے کرتے تھے. حضرت عبداللہ بن عمرو العاص احادیث لکھتے تھے:

> عن عبدِ الله بن عمرو قال كنتُ أكتبُ كلَّ شيءٍ أسمعُه من رسولِ الله صلَّى الله عليه وسلم أُريدُ حفْظَه فنهتْني قريشٌ وقالوا: أتكْتبُ كلَّ شيءٍ تَسمَعُه من رسول الله صلَّى الله عليه وسلم ورسولُ الله صلَّى الله عليه وسلم بَشَرٌ يتكلَّمُ في الغضَبِ والرِّضافأمسَكتُ عن الكتاب فذكرتُ ذلك لرسول الله صلَّى الله عليه وسلم فأومأ بإصبَعِه إلى فيه فقال"اكتُبْ فوالذي نفسي بيدِه، ما يَخرُجُ منه إلا حقٌّ[10]۔

نبی اکرم ﷺ نے بعض مواقع پر احادیث لکھنے کا حکم بھی دیا۔ اس کی تائید اس روایت سے بھی ہوتی ہے:

> لما فُتِحَت مكَّةُ قام النبيَّ -صلَّى الله عليه وسلمفذكرَ الخطبةَ خطبةَ النبيِّ صلَّى الله عليه وسلم قال: فقامَ رَجُلٌ مِن أهلِ اليمنِ يقال له أبو شاهٍ، فقال: يا رسولَ الله اكتُبُوا لي، فقال "اكتبوا لأبي شاهٍ"[11]۔

بنیادی طور پر قرآن وسنت کی تعلیم دی جاتی تھی۔ تاہم دیگر علوم کی بھی حوصلہ افزائی کی جاتی تھی۔ تیر اکی اور نشانہ بازی بھی شاملِ نصاب تھی۔ ڈاکٹر حمید اللہ اپنی کتاب عہدِ نبوی کا تعلیمی میں لکھتے ہیں:"نشانہ بازی، تیراکی، ترکہ کی تقسیم کی ریاضی، مبادی طب، علمِ ہیت، علم الانساب اور تجوید القرآن کی تعلیم دی جاتی تھی[12]۔ عہدِ نبوی ﷺ میں فرائض یعنی مواریث کے علم کو خاص اہمیت حاصل تھی۔ اس کو حدیث میں نصف علم قرار دیا گیا:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَعَلَّمُوا الْفَرَائِضَ وَعَلِّمُوهُ النَّاسَ فَإِنَّهُ نِصْفُ[13]۔

اس حدیث میں علمِ فرائض کے سیکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ عہدِ نبوی میں حضرت زیدؓ علم الفرائض کے ماہر تھے۔[14]۔

عہدِ نبوی کے تعلیمی نظام کے مقاصد اور غرض وغایت:

عہدِ نبوی کے تعلیمی نظام کے مطالعہ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس تعلیمی نظام کے ذریعہ سے ایک ایسی ملت قائم کرنا چاہتے تھے جو اپنے عہد کی قائد و رہبر ہو اور عقائد و نظریات میں غیر متزلزل ہو اور مضبوط کردار کی مالک ہو۔ اس میں خشیتِ الٰہی ہو۔

عہدِ نبوی ﷺ کے تعلیمی نظام کی ریاستِ مدینہ میں نفاذ اور نگرانی:

مکی دور میں تعلیمی نظام

رسول اللہ ﷺ نے علم کی اشاعت اور اس کی توسیع کے لئے ہر وہ تدبیر اور طریقہ اختیار کیا جو اس دور میں ممکن تھا۔ آپ ﷺ نے فروغِ علم کے لیے رسمی اور غیر رسمی تعلیم کو اختیار کیا۔ آپ ﷺ نے مکی دور میں زیادہ تر انفرادی تعلیم پر توجہ دی۔

مکی دور میں تعلیمِ نبوی ﷺ کا منہج واسلوب:

رسول اللہ ﷺ نے مکی دور میں بیتِ سیدہ خدیجہؓ، دارِ ارقم، شعبِ ابی طالب اور مکہ میں ایامِ حج میں بنفسِ نفیس خود اور تربیت یافتہ صحابہ کے ذریعہ سے تعلیمی نظام قائم کیا۔ آپ ﷺ نے اپنے متعلق فرمایا:

إنما بعثت معلما[15]۔

نبی اکرم ﷺ نے مکی دور میں بعض مسلمانوں کے گھروں میں خفیہ طور پر تبلیغ اور تعلیم و تربیت کا انتظام فرمایا۔ مکی دور میں آپ ﷺ نے اہلِ عرب کی تربیت کے لیے مختلف منہج اپنائے۔

مخصوص گھروں میں تعلیمی سرگرمیوں کا جائزہ:

1۔ دارِ فاطمہ بنت خطابؓ:

مکی دور کے آغاز میں دعوتی اور تعلیمی سرگرمیوں میں دارِ فاطمہ بنت خطابؓ کا تذکرہ ملتا ہے۔ مغازی کے معروف عالم محمد ابن اسحاقؒ نے حضرت فاطمہ بنت خطابؓ کے گھر میں حضرت خباب بن ارتؓ کے قرآن مجید کے تعلیم دینے کا ذکر کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں: "کان خباب بن الأرت يختلف الى فاطمةبنت الخطاب يقرئها القرآن[16]۔ ابن ہشام کی دوسری روایت میں دونوں کو قرآن کی تعلیم دینے کا ذکر ہے:

> وعندهما خباب بن الأرت معه صحيفة فيها طه يقرئهما إياها فلما سمعوا حس عمر تغيب خباب في مخدع لهم أو في بعض البيت واخذت فاطمة بنت الخطاب الصحيفة فجعلتها تحت فخذها وقد سمع عمر حين دنا الى البيت قراءة خباب عليهما[17]۔۔

2۔ دارِ ارقم:

مکی دور میں رسالتِ مآب ﷺ نے جن مراکز میں دعوتی اور تعلیمی خدمات سرانجام دیں ان میں سے مشہور مرکزِ دعوت و تعلیم دارِ ارقم ہے وانتحى الرسول صلى الله عليه وسلم ناحية بعيدة عن أنظار القوم من دار الأرقم بن أبي الأرقم يُعلِّم أتباعه واستمرّت هذه الفترة زهاء ثلاث سنوات[18]۔ اصول الدعوۃ وطرقھا میں ایک مقام پر وہاں تعلیمی سرگرمیوں کا واضح تذکرہ ملتا ہے وقد اختيرت دار الأرقم بن أبي الأرقم المخزومي فكان يلتقي بهم على شكل أُسَر يعلمهم أمور دينهم[19]۔ مزید لکھتے ہیں:

ولما اشتد أذى كفار قريش دخل النبي صلى الله عليه وسلم دار الأرقم بن أبي الأرقم رضي الله عنه يعبد الله تعالى فيها سرًا من قومه ودخل معه جماعة حتى تكامل المسلمون أربعين رجلا وكانت هذه الدار في الصفا بعيدة عن أعين كفار قريش ومجالسهم فاختارها رسول الله صلى الله عليه وسلم ليجتمع فيها بالمسلمين سرًا وذلك في السنة الخامسة من البعثة، فيتلو عليهم آيات الله ويزكيهم ويعلمهم الكتاب والحكمة؛ وليؤدي المسلمون عبادتهم وأعمالهم، ويتلقوا ما أنزل الله على رسوله صلى الله عليه وسلم وهم في أمن وسلام وليدخل من يدخل في الإسلام ولا يعلم به الطغاة [20]۔

مکی دور میں دعوتی اور تعلیمی سرگرمیوں کے لیے دارِ ارقم کا تذکرہ ملتا ہے[21]۔ حضرت مصعب بن عمیرؓ بھی نبی اکرم ﷺ کی دعوتی اور تعلیمی مساعی سے دارِ ارقم مرکزِ تعلیم و تربیت میں مسلمان ہوئے اور ان کی تربیت وہاں ہوئی:

كان مصعب بن عمير رضي الله ---ولما علم أن رسول الله صلى الله عليه وسلم يدعو إلى الإسلام في دار الأرقم بن أبي الأرقم دخل عليه فأسلم وصدق به، وخرج فكتم إسلامه خوفًا من أمه وقومه فكان يختلف إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم سرًّا[22]۔

دارِ ارقم میں نبی اکرم ﷺ کی تعلیمی مساعی سے چالیس سے زائد مرد وزن سے اسلام قبول کیا۔ حضرت عمار بن یاسرؓ اور صہیب رومیؓ دارِ ارقم میں نبی ﷺ کی دعوتی اور تعلیمی مساعی سے مسلمان ہوئے اور یہاں ان کی تربیت کی گئی:

أسلم هو وأبوه وأمه وأسلم قديما ورسول الله في دار الأرقم بن أبي الأرقم بعد بضعة وثلاثين رجلا أسلم هو وصهيب في يوم واحد[23]۔

حضرت عمرؓ کے دارِ ارقم میں اسلام قبول کرنے کا ذکر امام ذہبی نے کیا ہے:

عن الزهري أن عمر أسلم بعد أن دخل النبي صلى الله عليه وسلم دار الأرقم وبعد أربعين أو نيف وأربعين من رجال ونساء[24]

مولانا ادریس کاندھلوی لکھتے ہیں:

"جب اسی طرح رفتہ رفتہ لوگ اسلام میں داخل ہوتے رہے۔ مسلمانوں کی ایک چھوٹی سی جماعت تیار ہوگئی تو حضرت ارقم کا مکان جمع ہونے کے لیے تجویز ہوا کہ وہاں سب جمع ہوا کریں"[25]۔

رسول اللہ ﷺ نے دارِ ارقم میں تعلیم وتربیت سے ابتدائی صحابہ کرام کی جماعت تیار فرمائی جس نے آپ ﷺ کی دعوتی اور تعلیمی جدوجہد میں معاونت کی۔

مکی دور میں کتابتِ قرآن:

نبی ﷺ نے علم کی توسیع کے کئی اقدامات فرمائے۔ آپ ﷺ نے مکہ میں ہی وحی الٰہی کو محفوظ کرنے کا اہتمام کیا۔ وحی کے کاتبین مقرر کیے گئے۔

3۔ مکی دور کے تعلیمی نظام میں اساتذہ کی تقرری:

نبی اکرم ﷺ نے مکہ میں نامساعد حالات کے باوجود اہلِ عرب کی اصلاح اور تعلیم و تربیت کے لیے ہر ممکنہ کوشش فرمائی۔ آپ ﷺ نے مکی دور کے آخری دور میں حضرت مصعب بن عمیرؓ کو اہلِ یثرب کی تعلیم کے لیے معلم اور داعی بنا کر روانہ فرمایا اور اہلِ یثرب کی تربیت فرمائی۔ ابن ہشامؒ اس کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"فلما انصرف عنه القوم بعث رسول الله صلى الله عليه وسلم معهم مصعب بن عمير بن هاشم بن عبد مناف بن عبد الدار بن قصي وأمره ان يقرئهم القرآن ويعلمهم الإسلام ويفقههم في الدين فكان يسمى المقرىء[26]۔

ابونعیم نے معرفۃ الصحابۃ میں حضرت مصعب بن عمیرؓ کی اہلِ یثرب کی تعلیم وتربیت کے لیے بھیجے جانے اور ان کی دعوتی مساعی کا ذکر کیا:

مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ الْقُرَشِيُّ الْعَبْدَرِيُّ مِنْ بَنِي عَبْدِ الدَّارِ بْنِ قُصَيٍّ، مِنَ الْمُهَاجِرِينَ الْأَوَّلِينَ، شَهِدَ بَدْرًا، وَاسْتُشْهِدَ يَوْمَ أُحُدٍ، وَهُوَ: مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرِ بْنِ هَاشِمِ بْنِ عَبْدِ مَنَافِ بْنِ عَبْدِ الدَّارِ، بَعَثَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمَدِينَةِ بَعْدَ أَنْ بَايَعَ الْأَنْصَارُ الْبَيْعَةَ الْأُولَى، لِيُعَلِّمَهُمُ الْقُرْآنَ، وَيَدْعُوهُمْ إِلَى تَوْحِيدِ اللهِ وَدِينِهِ، وَكَانَ يُدْعَى الْمُقْرِئَ[27]۔

امام ذہبی نے تاریخ الاسلام میں لکھتے ہیں:

أَوَّلُ مَنْ قَدِمَ عَلَيْنَا مِنَ الصَّحَابَةِ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ، وَابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ، وَكَانَا يُقْرِئَانِ الْقُرْآنَ[28]۔

مکی دور میں نبی اکرم ﷺ کا منزلِ مقصود اپنی قوم کی معاشرتی، اعتقادی اور عملی اصلاح تھا۔ اس کو آپ ﷺ نے اپنی تعلیمات سے حکمتِ عملی سے سرانجام دیا۔ یہ بظاہر دعوت وتبلیغ کا عمل ہے لیکن اس میں آپ ﷺ کا تعلیمی نظام بھی موجود تھا۔

مدنی دور میں تعلیمی نظام

نبی اکرم ﷺ نے ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں باضابطہ منظم تعلیمی نظام قائم فرمایا۔ آپ ﷺ نے مسجد نبوی کو اپنے تعلیمی نظام کی بنیاد بنایا۔ آپ ﷺ نے اقامتی درسگاہ قائم فرمائی۔ رسول اللہ ﷺ نے مسجد نبوی میں تعلیمی نظام کا باقاعدہ اہتمام فرمایا۔

مدنی دورِ رسالت میں تعلیمی نظام کا منہج اور اس کی خصوصیات:

مدنی دور میں رسول اللہ ﷺ نے تعلیم وتربیت کے دو طریقے اختیار فرمائے:

۱۔ تعلیم کا مستقل طریقہ ۲۔ غیر مستقل طریقہ

آپ ﷺ نے ریاستِ مدینہ میں باہر سے آنے والے وفود کی تعلیم و تربیت کے لیے مختصر نصاب اور کورس (شارٹ کورس) متعارف کرایا۔ وفود کو دین کے بنیادی اور اہم معارف سے آگاہی دی گئی۔ تعلیم کا دوسرا مستقل طریقہ یہ تھا کہ دینِ اسلام کی مکمل تعلیمات سے آگاہی کے لیے آپ ﷺ نے مدینہ کی تمام مساجد میں معلمین کا تقرر فرمایا جو صحابہ کرام کو مستقل تعلیم دیتے تھے۔

قبائل و وفود کی تعلیم و تربیت کا خصوصی اہتمام:

عہدِ نبوی کے تعلیمی نظام میں سب سے زیادہ توجہ بارگاہِ نبوی ﷺ میں آنے والے وفود کی تعلیم و تربیت پر دی گئی۔ بارگاہِ نبوی ﷺ میں سو سے زائد وفود آئے۔ آپ ﷺ نے ان کی تعلیم و تربیت کا خصوصی اہتمام کیا۔

وفود کی تعلیم میں نبوی منہج:

رسالت مآب ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے والے قبائل کی تعلیم و تربیت کا خصوصی اہتمام کیا گیا۔ آپ ﷺ کا معمول تھا کہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے وفود کو دینِ اسلام کی بنیادی تعلیمات کی آگاہی دی جاتی تھی اور ان کے معاشرتی اور سیاسی مسائل میں ان کو رہنمائی دی جاتی تھی۔

1۔ وفد عبد القیس کی بارگاہِ نبوی میں آمد:

وفد عبد القیس کی بارگاہِ نبوی میں آمد ہوئی۔ آپ ﷺ نے ملاقات میں ان کو کچھ ہدایات ارشاد فرمائیں۔ ان کو توحید و رسالت اور ارکانِ اسلام کی تعلیم دی گئی۔ اس وفد کی آمد اور ان کو دی گئی تعلیم نبوی کا ذکر تمام کتبِ حدیث میں ملتا ہے:

> قَدِمَ وَفْدُ عَبْدِ الْقَيْسِ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا هَذَا الْحَيَّ مِنْ رَبِيعَةَ قَدْ حَالَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ كُفَّارُ مُضَرَ وَلَسْنَا نَخْلُصُ إِلَيْكَ إِلاَّ فِي شَهْرٍ حَرَامٍ فَمُرْنَا بِشَىْءٍ نَأْخُذُ بِهِ وَنَدْعُو إِلَيْهِ مَنْ وَرَاءَنَا قَالَ آمُرُكُمْ بِأَرْبَعٍ وَأَنْهَاكُمْ عَنْ أَرْبَعٍ الإِيمَانُ بِاللَّهِ وَشَهَادَةُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللَّهُ وَعَقَدَ بِيَدِهِ وَاحِدَةً. وَقَالَ مُسَدَّدٌ الإِيمَانُ بِاللَّهِ ثُمَّ فَسَّرَهَا لَهُمْ شَهَادَةَ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ وَإِقَامُ الصَّلاَةِ وَإِيتَاءُ الزَّكَاةِ وَأَنْ تُؤَدُّوا الْخُمُسَ مِمَّا غَنِمْتُمْ وَأَنْهَاكُمْ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمُزَفَّتِ وَالْمُقَيَّرِ[29]۔

وفدِ عبد القیس کو مالِ غنیمت میں سے خمس ادا کرنے کی تاکید کی گئی کیوں کہ وہ جنگجو قبیلہ تھے۔ مالِ غنیمت میں سے خمس ادا کرنے کا ان کو علم نہیں تھا۔ اس کے علاوہ وہ مذکورہ بالا برتنوں میں شراب استعمال کرتے تھے۔ اس سے ان کو منع فرمایا۔ نبی اکرم ﷺ نے ہر قبیلہ کے وفد کو ان کی حالات اور وقت کے تقاضوں کے مطابق تعلیم فراہم کی۔ فَمُرْنَا بِشَىْءٍ نَأْخُذُ بِهِ وَنَدْعُو إِلَيْهِ مَنْ وَرَاءَنَا سے اس کی تائید ملتی ہے۔ امام بخاری کی الجامع الصحیح کے شارح امام بطال نے ان تعلیمی ہدایات کی وجہ بھی ذکر کی ہے:

> ولم يعرفوا أن يؤدوا منها شيئًا لأنهم كانوا من فتاك العرب فقصد لهم صلى الله عليه وسلم) إلى إنهاء ما كانوا عليه من الباطل فذمه لهم ونهاهم عن أشياء كلها فى معنى الانتباذ لأنهم كانوا كثيرًا يفعلونه فقصد لهم إلى الظروف التى كانوا يتذرعون فيها إلى السكر لإسراع النبيذ إلى السكر فيها[30]۔

اس سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ سے وفود خود بھی تعلیم دینے کا مطالبہ کرتے تھے۔ان نبوی تعلیمات کو وہ بغور سنتے،ان پر عمل کرتے اور ان تعلیمات کو اپنی برادری اور اہل و عیال تک پہنچاتے تھے۔اس سے ہمیں رسالت مآب ﷺ کے تعلیمی نظام اور اس کے فروغ اور اشاعت میں رہنمائی ملتی ہے۔

2۔وفدِ بہراء کی بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں آمد:

۹ہجری میں بہراء یمنی وفد تیرہ افراد پر مشتمل رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے تعلیم حاصل کی۔ابن سعد لکھتے ہیں:

قدم وفد بهراء من اليمن وهم ثلاثة عشر رجلا فأقبلوا يقودون رواحلهم حتى انتهوا إلى باب المقداد بن عمرو ببني جديلة فخرج إليهم المقداد فرحب بهم وأنزلهم في منزل من الدار وأتوا النبي صلى الله عليه و سلم فأسلموا وتعلموا الفرائض وأقاموا أياماثم جاؤوارسول الله صلى الله عليه و سلم يودعونه فأمربجوائزهم وانصرفوا إلى اهلهم[31]-

اس میں وتعلموا الفرائض قابلِ غور ہے۔

3۔حضرت مالک بن حُوَیرِثؓ کی بارگاہِ نبوی ﷺ میں آمد

حضرت مالک بن حویرثؓ نے بارگاہِ نبوی ﷺ میں بیس دن قیام کیا۔آپ ﷺ سے دینی مسائل سیکھے۔ان کی واپسی پر آپ ﷺ نے ان کو فرمایا:

"ارجعوا إلى أهليكم فعلموهم ومروهم وصلوا كما رأيتموني أصلي"[32]-

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے وفود کو تعلیم دی اور ان کو اپنے اہلِ خانہ اور اپنے علاقہ میں داعی اور معلم بنا کر روانہ فرمایا۔بارگاہِ نبوی میں آنے والے وفود نے بھی تعلیمی نظام میں اہم کردار ادا کیا۔

4۔ابو وہب جیشانیؓ کی بارگاہِ نبوی ﷺ میں آمد:

ابو وہب جیشانی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں یمن کے علاقہ جیشان سے حاضر ہوئے۔ابن سعدؒ لکھتے ہیں:

قدم أبو وهب الجيشاني على رسول الله صلى الله عليه و سلم في نفر من قومه فسألوه عن أشربة تكون باليمن قال فسموا له البتع من العسل والمرز من الشعير فقال رسول الله صلى الله عليه و سلم هل تسكرون منها قالوا إن أكثرنا سكرنا قال فحرام قليل ما أسكر كثيره وسألوه عن الرجل يتخذ الشراب فيسقيه عماله فقال رسول الله صلى الله عليه و سلم كل مسكر حرام[33]-

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ تمام وفود کی تعلیم و تربیت کا خصوصی خیال رکھتے تھے۔ان کو شرعی احکام سے روشناس فرماتے تھے۔ان وفود کی تعلیم و تربیت سے عہدِ نبوی کے تعلیمی نظام کا نقشہ سامنے آتا ہے کہ آپ ﷺ ان وفود کو مختصر اوقات میں دین کی بنیادی باتوں کی تعلیم دیتے تھے جس سے ان کے عقائد،اعمال اور اخلاق بہتر ہو جاتے تھے۔

عہدِ نبوی ﷺ کے تعلیمی نظام میں مختلف علوم وفنون کے اساتذہ کی تقرری اور ان کی خدمات:

رسول اللہ ﷺ نے تعلیم کے شعبہ جات میں مہارت پیدا کرنے کے لیے مخصوص اساتذہ بھی مقرر فرمائے۔ چار صحابہ سے قرآن مجید پڑھنے کا حکم دیا۔ نبی ﷺ نے عرب میں تعلیم کو عام کرنے کے لیے اساتذہ تیار کیے اور ان کو مختلف قبائل اور علاقوں کی طرف بھیجا۔ آپ ﷺ صحابہ کرام کو مختلف ذمہ داریاں دے کر روانہ فرماتے تھے۔ بیک وقت ان کو قاضی، معلم اور عامل بنا کر بھیجتے تھے۔ آپ نے فروغِ تعلیم کے لیے صحابہ کرام کو مختلف علاقوں کی طرف بھیجا۔ حضرت معاذ بن جبلؓ کو یمن میں معلم بنا کر بھیجا۔ ستر قراء اور یمن میں صحابہ کرام کی تعلیمی خدمات، حضرت مصعب بن عمیرؓ کی مدینہ منورہ میں خدمات۔ آپ ﷺ نے تعلیمی نظام کے لیے افسر معاینہ بھی مقرر فرمایا تھا[34]۔

1۔ حضرت مصعب بن عمیرؓ کی بطور معلم تقرری:

حضرت مصعب بن عمیرؓ کو نبی ﷺ نے اہلِ یثرب کی تعلیم وتربیت کے لیے داعی اور معلم بنا کر بھیجا گیا۔ ابن ہشامؒ اس کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"فلما انصرف عنه القوم بعث رسول الله صلى الله عليه وسلم معهم مصعب بن عمير بن هاشم بن عبد مناف بن عبد الدار بن قصي وأمره ان يقرئهم القرآن ويعلمهم الإسلام ويفقههم في الدين فكان يسمى المقرىء[35]-

امام ذہبی تاریخ الاسلام حضرت مصعب بن عمیرؓ اور حضرت عبداللہ بن ام مکتومؓ کی تعلیمی کی سرگرمیوں کے بارے میں لکھتے ہیں:

" أَوَّلُ مَنْ قَدِمَ عَلَيْنَا مِنَ الصَّحَابَةِ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ، وَابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ، وَكَانَا يُقْرِئَانِ الْقُرْآنَ[36]-

نبی ﷺ نے حضرت مصعبؓ کو مبادی دین اور عبادات کی تعلیم کے لیے بھیجا۔ ڈاکٹر حمید اللہ لکھتے ہیں: "ان کی خواہش پر رسول اللہ ﷺ نے مکے سے ایک تربیت یافتہ معلم روانہ کر دیا تھا جو انہیں قرآن مجید کی تعلیم دے سکے اور دینیاتِ اسلام سے واقف کرا سکے۔ بے شبہ اس ابتدائی زمانے میں تعلیم سے مراد مبادی دین اور عبادت کے طریقوں کی تعلیم ہی ہو سکتی ہے"[37]۔

2۔ حضرت عبداللہ بن سعید بن العاصؓ کی بطور معلم تقرری:

رسول اللہ ﷺ نے مدنی دور میں مدینہ میں علم کی نشر واشاعت بالخصوص کتابت اور املا کی بہتری کے لیے حضرت عبداللہ بن سعیدؓ کو مقرر فرمایا۔ ان کو مدینہ کا انسپیکٹر جنرل تعلیمات مقرر کیا گیا اور ان کے سپرد لکھنے پڑھنے کا کام تھا۔

۳۔ حضرت عبادہ بن صامتؓ کی بطور معلم تقرری:

حضرت عبادہ بن صامتؓ کو بھی علیحدہ افسرِ تعلیم مقرر کیا گیا[38]۔ امام ابو داؤد نے حضرت عبادہ بن صامتؓ کا اپنا بیان نقل کیا ہے۔ حضرت عبادہؓ کہتے ہیں:

" عَلَّمْتُ نَاسًا مِنْ أَهْلِ الصُّفَّةِ الْكِتَابَ، وَالْقُرْآنَ فَأَهْدَى إِلَيَّ رَجُلٌ مِنْهُمْ قَوْسًا[39]۔

4۔ حضرت عمرو ابن حزمؓ کی بطور معلم تقرری:

نبی اکرم ﷺ نے حضرت عمرو ابن حزمؓ کو یمنی قبیلہ بنی الحارث کی تعلیم و تربیت کے لیے روانہ فرمایا۔ اہلِ یمن کی تعلیم و تربیت کے لیے حضرت عمرو بن حزم کو ایک خط لکھوایا۔ ان کو نصیحت فرمائی کہ ان کو قرآن اور اس کی تعلیمات سکھانا۔ ابن ہشام نے السیرۃ النبویۃ میں اس کا تذکرہ یوں کیا ہے:

وقد كان رسول الله صلى الله عليه وسلم قد بعث إليهم بعد أن ولى وفدهم عمرو بن حزم ليفقههم في الدين ويعلمهم السنة ومعالم الإسلام[40]۔

ابن ہشام اس خط کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"ويعلم الناس القرآن ويفقههم فيه[41]۔

5۔ حضرت مالک بن حویرثؓ کی بطور معلم تقرری:

آپ ﷺ نے حضرت مالک بن حویرثؓ کو فرمایا:

"ارجعوا إلى أهليكم فعلموهم ومروهم وصلوا كما رأيتموني أصلي فإذا حضرت الصلاة فليؤذن أحدكم وليؤمكم أكبركم "[42]۔

6۔ ستر قراء کو تعلیم تربیت کے لیے روانہ کرنا:

رسول اللہ ﷺ نے بعض قبائل کی درخواست پر ستر قراء روانہ فرمائے۔ ان قراء کو بئر معونہ پر شہید کر دیا۔

7۔ حضرت معاذ بن جبلؓ کی تقرری:

نبی اکرم ﷺ نے حضرت معاذ بن جبلؓ کو یمن میں مختلف ذمہ داریاں دے کر روانہ فرمایا۔ آپؓ کے فرائض میں وہاں کے لوگوں کے مقدمات کے فیصلے کرنا اور ان کی تعلیم و تربیت کا خیال رکھنا بھی شامل تھا۔

8۔ حضرت علی المرتضیٰؓ کی بطور معلم تقرری:

نبی اکرم ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰؓ کو یمن میں داعی اور معلم بنا کر بھیجا۔ ان کی دعوتی اور تعلیمی مساعی سے ہمدانی ایک ہی دن میں مسلمان ہوئے۔

مدنی عہد میں صفہ میں صحابہ کرام کی مستقل تعلیم و تربیت کا جائزہ:

رسول اللہ ﷺ نے تعلیم کے فروغ کے وقتی تدابیر اور اسالیب کے ساتھ اہلِ عرب کی مستقل تعلیم و تربیت کے لیے ریاستِ مدینہ کے دار الحکومت مدینہ منورہ میں مسجد نبوی کے متصل صفہ (چبوترہ) میں تعلیمی نظام مستقل طور پر قائم کیا۔ آپ ﷺ نے اس میں مقیم صحابہ کے لیے قرآن و سنت کے علاوہ فنی تعلیم کا بھی اہتمام کیا۔ اس میں عقائد و اعمال کی تعلیم کے علاوہ تجارت و زراعت کے متعلق بھی رہنمائی فراہم کی جاتی تھی۔ انصار زراعت پیشہ تھے اور مہاجرین تجارت پیشہ تھے۔ ان کو آپ ﷺ حسبِ موقع اس کی تعلیم ارشاد فرماتے تھے۔

عہدِ نبوی میں تعلیمی نظام کا جائزہ:

رسول اللہ ﷺ نے اپنے تعلیمی نظام کا بعض مواقع پر جائزہ بھی لیا۔ آپ ﷺ نے صحابہ کرام کا مختلف سرگرمیوں سے جائزہ لیا۔ آپ ﷺ نے یمن میں ہمدان قبیلہ میں حضرت خالد بن ولیدؓ کو داعی اور معلم بنا کر بھیجا۔ انہیں وہاں دعوتی اور تعلیمی میدان میں کامیابی نہیں ہوئی۔ اس پر آپ ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰؓ کو داعی اور معلم بنا کر بھیجا۔ ان کے ہاتھ پر ایک ہی دن میں ہمدان قبیلہ مسلمان ہو گیا۔ آپ ﷺ نے حکمتِ عملی تبدیل کی اور معلم تبدیل کیا تو کامیابی ملی۔ آپ ﷺ نے بعض مواقع پر صحابہ کرام سے سوالات بھی کیے۔

عہدِ نبوی کے تعلیمی نظام کی خصوصیات

1۔ عہدِ نبوی میں لازمی تعلیم

عہدِ نبوی میں علم کا حصول مرد و زن کے لیے لازمی تھا۔ آپ ﷺ نے ہر مرد و زن پر علم کا حصول لازمی قرار دیا۔ ارشادِ نبوی ﷺ ہے علم کا حصول ہر مسلمان پر فرض ہے۔ ارشادِ نبوی ہے:

"طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ"[43].

2۔ دینی علوم اور فنی علوم کی ایک ہی ادارہ میں تدریس کا اہتمام ہونا:

عہدِ نبوی کے تعلیمی نظام سے یہ رہنمائی ملتی ہے کہ دینی اور فنی علوم ایک ہی ادارہ میں ماہرین کی نگرانی میں پڑھائے جائیں۔ حضرت عبادہ بن صامتؓ کو صفہ کے طلبہ کی تعلیم و تربیت کے لیے افسرِ تعلیم مقرر کیا گیا[44]۔ حضرت عبادہؓ کہتے ہیں:

"عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ ثَعْلَبَةَ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ عَلَّمْتُ نَاسًا مِنْ أَهْلِ الصُّفَّةِ الْكِتَابَةَ وَالْقُرْآنَ فَأَهْدَى إِلَيَّ رَجُلٌ مِنْهُمْ قَوْسًا[45]۔

سنن ابو داؤد کی روایت میں الکتابۃ کی بجائے الکتب آیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کی نگرانی میں صحابہ کو قرآن و سنت کے علاوہ بھی دیگر علوم و فنون کی تعلیم دی جاتی تھی۔ مدینہ میں صحابہ زراعت اور تجارت سے وابستہ تھے۔ آپ ﷺ ان کو معیشت، تجارت اور زراعت کے بارے میں بنیادی رہنمائی فرماتے تھے۔ تعلیمی ثنویت کے خاتمہ کے بغیر پائیدار ترقی ممکن نہیں ہے۔ آج مسلمونوں کی تنزلی کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے تعلیم میں ثنویت اختیار کی۔ مذہبی اور دنیاوی تعلیم کے مراکز الگ الگ بنا لیے ہیں۔ عہدِ نبوی ﷺ میں صفہ میں ہر قسم کی تعلیم دی جاتی تھی۔ اسمیں مذہبی اور دینی تعلیم شامل تھی۔

3۔ عہد نبوی میں قرآن مجید کی تعلیم کی محوری اور مرکزی حیثیت:

عہدِ نبوی میں قرآن مجید کی تعلیم کو مرکزی حیثیت حاصل تھی۔ نبی اکرم ﷺ نے حضرت عمرو ابن حزمؓ کو یمنی قبیلہ بنی الحارث کی تعلیم و تربیت کے لیے روانہ فرمایا۔ اہلِ یمن کی تعلیم و تربیت کے لیے حضرت عمرو بن حزمؓ کو ایک خط لکھوایا۔ ان کو نصیحت فرمائی کہ ان کو قرآن اور اس کی تعلیمات سکھانا۔ ابن ہشام اس خط کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

" ویعلم الناس القرآن ویفقهھم فیه[46]۔

4۔عہدِ نبوی ﷺ میں غیر مسلموں سے فنی تعلیم میں اخذ واستفادہ:

حضرت زیدؓ کا یہود سے سریانی کی تعلیم حاصل کرنا:

آپ ﷺ نے اپنے صحابہ میں سے حضرت زیدؓ کو یہود سے سریانی زبانی سیکھنے کی ترغیب کی۔انہوں نے عبرانی زبان سترہ دن میں سیکھی۔حضرت زیدؓ کہتے ہیں:

”قَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُحْسِنُ السُّرْيَانِيَّةَ إِنَّهَا تَأْتِينِي كُتُبٌ قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ فَتَعَلَّمْهَا فَتَعَلَّمْتُهَا فِي سَبْعَةَ عَشَرَ يَوْمًا[47]۔

ابن حبان نے اس میں اعمش راوی کی زبانی یہ وجہ بیان کی ہے کہ آپ ﷺ کے پاس غیر اقوام کے خطوط سریانی میں آتے تھے۔ آپ ﷺ ان خطوط پر اپنے بااعتماد شخص کے علاوہ کسی اور غیر مسلم کے مطلع ہونا پسند نہیں فرماتے تھے۔اعمش کہتے ہیں:

”قال الأعمش كانت تأتيه كتب لا يشتهي أن يطلع عليها إلا من يثق به“[48]۔

غزوہ بدر کے کفار اسیروں سے کتابت میں مدد لینا:

غزوہ بدر میں بدر کے اسیروں کو کہا گیا کہ وہ دس دس آدمیوں کو تعلیم دیں۔ڈاکٹر حمید اللہ رسول اللہ ﷺ کی تعلیم اور خواندگی سے دلچسپی کے بارے میں لکھتے ہیں:”کہ غزوہ بدر کے قیدیوں کو کہا گیا کہ جو رہائی کے لیے فدیہ نہیں رکھتے وہ مدینہ کے دس دس بچوں کو لکھنا سکھائیں۔مسند احمد میں روایت ہے:

عِكْرِمَةُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ نَاسٌ مِنْ الْأَسْرَى يَوْمَ بَدْرٍ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ فِدَاءٌ فَجَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِدَاءَهُمْ أَنْ يُعَلِّمُوا أَوْلَادَ الْأَنْصَارِ الْكِتَابَةَ[49]۔

ابن سعد لکھتے ہیں:

”كان فداء أهل بدر أربعين أوقية أربعين أوقية فمن لم يكن عنده علم عشرة من المسلمين الكتابة فكان زيد بن ثابت ممن علم“[50]۔

مسند احمد میں اولاد الانصار سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بدر کے ان اسیروں سے انصار کے چھوٹے بچوں کی کتابت میں مدد لی گئی۔الكلمة الحكمة ضالة المؤمن فحيث وجدها فهو أحق بها[51] کے تحت مسلم دنیا کو اپنے تعلیمی امور میں کسی دوسری اقوام سے استفادہ کرنا چاہیے۔عہدِ نبوی میں فنی تعلیم میں غیر مسلموں سے استفادہ میں عار محسوس نہیں کی گئی۔

5۔عہدِ نبوی ﷺ میں فنی تعلیم اور عصری علوم وفنون اور مفید سرگرمیوں کی اجازت وسرپرستی:

نبی اکرم ﷺ نے دین کی بنیادی تعلیمات کے علاوہ دیگر فنی علوم وفنون، مفید مشاغل اور سرگرمیوں کی اجازت دی اور ان کی حوصلہ افزائی بھی فرمائی۔عہدِ نبوی میں فنی علوم کے حصول کی اجازت دی گئی۔ صحیح مسلم کی روایت سے عصری اور فنی علوم کے حص ﷺ ل کے بارے میں رہنمائی ملتی ہے:

عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِقَوْمٍ يُلَقِّحُونَ فَقَالَ لَوْ لَمْ تَفْعَلُوا لَصَلُحَ قَالَ فَخَرَجَ شِيصًا، فَمَرَّ بِهِمْ فَقَالَ مَا لِنَخْلِكُمْ؟قَالُوا قُلْتَ كَذَا وَكَذَا، قَالَ أَنْتُمْ أَعْلَمُ بِأَمْرِ دُنْيَاكُمْ[52]۔

اس نبوی ہدایت سے ہمیں معیشت وتجارت، صنعت وحرفت، زراعت تعلیم وتربیت، دفاع اور جدید سائنسی علوم میں یہ رہنمائی ملتی ہے کہ جو علوم وفنون عقل وتجربہ سے تعلق رکھتے ہیں ان کو استعمال کرنے کی اجازت معلوم ہوتی ہے۔ درج ذیل حدیث سے جدید مفید علوم کے حصول کے لیے ہدایت ور ہنمائی ملتی ہے۔ عہدِ نبوی میں گھوڑ دوڑ، نشانہ بازی، دوڑ کی مشقیں، جنگی حالات کے پیشِ نظر اسلحہ سازی ایسے تمام کھیل جو صحت مند معاشرے کے لیے ضروری تھے، کی حوصلہ افزائی کی گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے منجنیق، دبابہ اور دیگر قلعہ شکن آلات کی تعلیم کے لیے صحابہ کو جُرَش میں بھیجا۔ محمد ابن اسحاق نے طائف کے محاصرہ میں شرکت نہ کرنے والے صحابہ کا ذکر کرتے ہوئے اس کا ذکر کیا کہ غیلان بن مسعودؓ اور حضرت عروہ بن مسعودؓ ان غزوات میں شامل نہ ہوئے کیونکہ وہ یمن میں جُرَش مقام میں منجنیق اور دبابہ کی تربیت لینے گئے ہوئے تھے۔ محمد بن اسحاق لکھتے ہیں:"كانا بجرش يتعلمان صنعة الدبابات والمجانيق والضبور[53]۔ ان دو صحابہ کرام نے عہدِ نبوی میں دفاعی تعلیم حاصل کی۔ اگر یہ تعلیم وتربیت محمود نہ ہوتی تو صحابہ کرام حاصل نہ کرتے۔ علامہ ذہبی نے ابن اسحاق کے حوالہ سے اس کا ذکر کیا۔ وہ لکھتے ہیں:

"قال ابن إسحاق لم يشهد حنيناً ولا حصار الطائف عروة بن مسعود ولا غيلان بن سلمة كانا بجرش يتعلمان صنعة الدبابات والمجانيق"[54]۔

آپ ﷺ نے خندق کی کھدائی میں حضرت سلمان فارسیؓ کے تجربات سے فائدہ اٹھایا۔ جنگ میں اپنے دفاع کے لیے خندق کی کھدائی عجم کا طریقہ تھا۔ اس سے ہمیں یہ ہدایت اور رہنمائی ملتی ہے کہ دنیوی امور میں دیگر اقوام کے علوم وفنون سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔ ریاضی سائنسی علوم میں سے ہے۔ سائنسی علوم میں ریاضی بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ علم مواریث میں اس کی ضرورت پڑتی ہے۔ حدیثِ نبوی میں علمِ مواریث کو سیکھنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ اس سے ریاضی کی اہمیت بھی معلوم ہوتی ہے۔ ستاروں سے استفادہ کے بارے میں اس حدیث سے رہنمائی ملتی ہے:

تعلموا من النجوم ما تهتدون به في ظلمات البر والبحر ثم انتهوا[55]۔

علامہ آلوسی نے نجوم سے استفادہ کی حدود واضح کی ہیں۔ اوقاتِ صلوٰۃ اور سمتِ قبلہ کی تعیین کے لیے علمِ نجوم فرض کفایہ ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

"وأما الخوض في علم النجوم لتحصيل ما يعرف به أوقات الصلوات وجهة القبلة وكم مضى من الليل أو النهار وكم بقي وأوائل الشهور الشمسية ونحو ذلك ومنه فيما أرى ما يعرف به وقت الكسوف والخسوف فغير منهي عنه بل العلم المؤدي لبعض ما ذكر من فروض الكفاية" [56]۔

علامہ آلوسی نے نبی ﷺ کی بعثت کے مقاصد پر بحث کرتے ہوئے واضح کیا ہے کہ آپ ﷺ کی بعثت کا مقصد انسانیت کو اللہ تعالیٰ قرب حاصل کرنے کی تلقین کرنا ہے۔ فلکی اور کائناتی امور کی وضاحت سے آپ ﷺ کی بعثت کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

"إن سر البعثة إنما هو إرشاد الخلق إلى ما يقربهم إليه سبحانه زلفى وليس في معرفته الفلكية والحوادث الكونية قرب إلى الله تعالى والنبي صلى الله تعالى عليه وسلم لم يأل جهدا في دعوة الخلق وإرشادهم إلى ما يقربهم لديه سبحانه وينفعهم يوم قدومهم عليه جل شأنه وما يتوقف عليه من أمر النجوم أمور دياناتهم كمعرفة القبلة وأوقات العبادات قد أرشد إليه من أرشد منهم وترك ما يحتاجون إليه من ذلك في أمور دنياهم كالزراعة إلى عاداتهم وما جربه كل قوم في أماكنهم"[57]۔

عہدِ نبوی کے علوم وفنون کے بارے میں ڈاکٹر حمید اللہ لکھتے ہیں: ''عہدِ نبوی میں علوم وفنون زیادہ نہیں تھے لیکن جو تھے، ترقی پذیر تھے اور ان کی ضرورت بھی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے دور میں کچھ علوم کی سرپرستی بھی فرمائی۔ ان میں سے ایک چیز طبابت بھی ہے[58]۔

6۔ اولاد کی تعلیم وتربیت تعلیماتِ نبوی میں

رسول اللہ ﷺ نے بڑوں کے ساتھ بچوں کی بھی حسبِ موقع تعلیم وتربیت کا خصوصی اہتمام فرمایا۔ آپ ﷺ نے بچوں کو بنفسِ نفیس تعلیم دی۔ اس کی نوعیت یہ تھی کہ حسبِ موقع بچوں کو انفرادی طور پر تعلیم دی گئی۔ اپنی اولاد کی تعلیم وتربیت بہترین عطیہ و تحفہ ہے۔ ایوب بن موسیٰ کی مرسل روایت ترمذی میں دیکھیے:

أن رسول الله ﷺ قال ما نحل والد ولدا من نحل أفضل من أدب حسن[59]۔

ترجمہ: کوئی والد اپنے بچے کو اس سے بہتر کوئی عطیہ نہیں دے سکتا کہ وہ اس کو اچھی تعلیم دے۔

اس حدیث کو امام ترمذی نے مرسل قرار دیا۔

7۔ خواتین کے لیے الگ تعلیم وتربیت کا اہتمام کرنا:

عہدِ نبوی ﷺ میں خواتین کی تعلیم وتربیت کا خصوصی خیال رکھا گیا۔ عہدِ نبوی ﷺ میں صحابیات نماز کے لیے مسجد نبوی میں آتی تھیں۔ فرمان نبوی ہے: "اللہ تعالیٰ کی بندیوں کو مسجدوں میں آنے سے نہ روکو۔ آپ ﷺ نے ان کی تعلیم و تربیت فرمائی۔ خواتین نے رسول اللہ ﷺ سے مردوں کی مجلس سے الگ ایک دن تعلیم وتربیت کے لیے مقرر کرنے کی درخواس کی ۔ آپ ﷺ نے ان کو علیحدہ دن دیا اور ان کو وعظ ونصیحت فرمائی۔ امام بخاری الجامع الصحیح میں روایت ذکر کرتے ہیں:

"قَالَتِ النِّسَاءُ لِلنَّبِيِّ ﷺ غَلَبَنَا عَلَيْكَ الرِّجَالُ فَاجْعَلْ لَنَا يَوْمًا مِنْ نَفْسِكَ. فَوَعَدَهُنَّ يَوْمًا لَقِيَهُنَّ فِيهِ فَوَعَظَهُنَّ وَأَمَرَهُنَّ"[60]۔

اس کی شرح میں علامہ قسطلانی لکھتے ہیں:

" بملازمتهم لك كل الأيام يتعلمون الدين ونحن نساء ضعفة لا نقدر على مزاحمتهم (فاجعل) أي انظر لنا فعيِّن لنا يومًا من الأيام تعلمنا فيه[61]۔

آپ نے خواتین کے لیے الگ دن مقرر فرمایا۔

عہدِ نبوی ﷺ میں خواتین کی طبی شعبہ اور تعلیمی شعبہ میں خدمات:

عہدِ نبوی ﷺ میں خواتین بھی علمی سرگرمیوں میں مردوں سے پیچھے نہ تھیں۔ان کے لیے بچوں کی صحت اور نگہداشت کے شعبہ میں رسول اللہ سے کچھ ہدایات ملتی ہیں۔آپ ﷺ نے حضرت شفاءؓ کو فرمایا کہ وہ ان کو نملہ کا دم سکھا دیں۔حضرت حفصہؓ نے لکھنا حضرت شفاء سے سیکھا تھا"[62]۔اس کی تائید ابو داؤد کی روایت سے ہوتی ہے:

عَنِ الشِّفَاءِ بِنْتِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم وَأَنَا عِنْدَ حَفْصَةَ فَقَالَ لِي أَلاَ تُعَلِّمِينَ هَذِهِ رُقْيَةَ النَّمْلَةِ كَمَا عَلَّمْتِيهَا الْكِتَابَةَ[63]۔

اہلِ علم نے اس روایت سے استدلال کیا ہے کہ خواتین کو کتابت سکھانا جائز ہے[64]۔اس سے ہمیں یہ رہنمائی ملتی ہے کہ خواتین کو خواتین اساتذہ سے استفادہ کرنا چاہیے۔حضرت رفیدہؓ اسلمیہ انصاریہ طب و جراحت میں ماہر تھیں۔ان کے خیمہ کو ہسپتال کی حیثیت حاصل تھی۔علی محمد صلابی نے ان کو عہدِ نبوی کے ہسپتال کی پہلی رئیسہ قرار دیا۔ابن اسحاق لکھتے ہیں:

" لما أُصيب أَكْحَلُ سعدٍ حولوه عند امرأةٍ يقال لَهَا رُفَيْده وكانت تداوي الجَرْحَى"[65]۔

امام طبری لکھتے ہیں:

"وكان سعد بن معاذ قد جعله رسول الله صلى الله عليه و سلم في خيمة امرأة من أسلم يقال لها رفيدة في مسجده كانت تداوي الجرحى وتحتسب بنفسها على خدمة من كانت به ضيعة من المسلمين وكان رسول الله صلى الله عليه و سلم قد قال لقومه حين أصابه السهم بالخندق اجعلوه في خيمة رفيدة حتى أعوذه من قريب[66]۔

ان کا یہ طبی اور تعلیمی مرکز مسجد نبوی کے قریب تھا۔تفسیرِ قرآن میں حضرت عائشہؓ کو نمایاں حیثیت حاصل تھی۔صحابیات میں سے سب سے زیادہ احادیث حضرت ام سلمہ ،حضرت ام عطیہ،حضرت اسماء،حضرت ام ہانی،فاطمہ بنت قیس سے احادیث مروی ہیں۔اس دور کا ایک اہم مسئلہ تعلیمِ نسواں ہے۔مرد و زن کی مساوات مطلقہ کی آڑ میں عورتوں کو مردوں جیسی تعلیم حاصل کرنے پر مجبور کیا جارہا ہے۔عورتوں کی تعلیم کے لیے علیحدہ انتظام کو رجعت پسندانہ قرار دیا جاتا ہے اور ہر میدان میں مردوں کے دوش بدوش زندگی کی دوڑ میں مسابقت کی مدعی خواتین فیشن کے طور پر ان تجاویز کی مخالفت میں پیش پیش نظر آتی ہیں۔اسوۂ رسول خواتین کے لیے جداگانہ تعلیمی انتظامات کا تقاضا کرتا ہے"[67]۔

8۔عہدِ نبوی کے تعلیمی نظام کا ریاستی سرپرستی میں ہونا:

رسول اللہ ﷺ نے تعلیم نظامِ اسلامی کی نگرانی اور سرپرستی فرمائی اور اس کے علاوہ ریاستِ اسلامیہ کے تمام علاقوں میں تعلیمی نظام کی ذمہ داری علاقائی امراء اور منتظمین کے ذمہ تھی۔وہ آپ ﷺ سے رہنمائی حاصل کرتے تھے۔آپ ﷺ نے ریاستی نظم میں ریاست و حکومت کی نگرانی میں تعلیمی نظام کو پسند فرمایا۔ڈاکٹر حمید اللہ لکھتے ہیں:"جب ہجرت کے بعد رسول اللہ ﷺ مدینہ پہنچے تو بے شمار اور بے حد اہم جنگی اور سیاسی مصروفیوں کے باوجود آپ اس کے لیے وقت نکال لیا کرتے تھے کہ مدینہ منورہ سے

ناخواندگی کو دور کرنے کے کام کی شخصی طور پر نگرانی کر سکیں[68]۔ رسول اللہ ﷺ اہل صفہ کی تعلیم و تربیت بنفسِ نفیس خود فرماتے تھے۔ عہدِ نبوی میں معلمین کی مالی اعانت رسول اللہ ﷺ کے ذمہ ہوتی تھی۔ امورِ مملکت میں معاون افراد کی مالی معاونت بیت المال سے کی جاتی تھی[69]۔ یٰسین شیخ لکھتے ہیں: ''مسجد نبوی میں درس و تدریس سے وابستہ افراد کی کفالت رسول اللہ ﷺ کے ذمہ تھی گو کئی صحابہ اس میں خود بھی پہل کرتے تھے لیکن اس ادارے کے اساتذہ اور طلبہ کے اخراجات کی ذمہ داری آپ ﷺ نے قبول کر رکھی تھی''[70]۔ آپ ﷺ عام مسلمین کو ترغیب دیتے اور خود اپنی ذاتی خورد و نوش کی چیزوں سے ان کو کھلاتے تھے۔ سیرت طیبہ سے رہنمائی ملتی ہے کہ تعلیمی اداروں کا انتظام سرکاری سرپرستی میں ہونا چاہیے۔ آج کے دور میں تعلیمی ادروں کی نجکاری نہ کرنے کی پالیسی میں رہنمائی لی جا سکتی ہے۔

9۔ عہدِ نبوی میں تعلیم کے فروغ میں مسجد نبوی اور صفہ کا کردار:

عہدِ نبوی میں قرآن و سنت اور دیگر علوم کی اشاعت کے لیے ایک اقامتی درس گاہ ''صفہ قائم کی گئی۔ اس میں قرآن و سنت کے علاوہ کتابت کی مفت تعلیم دی جاتی تھی۔ حضرت سعد بن عبادہؓ معلم تھے۔ دیگر مساجد میں بھی تعلیم دی جاتی تھی۔ عہدِ نبوی میں مسجد بطور درسگاہ کے استعمال کی جاتی تھی۔ عہدِ نبوی ﷺ کے نظامِ تعلیم میں مسجد کو مرکزیحیثیت حاصل تھی۔ عہدِ نبوی میں مسجد نبوی عمرانی اور معاشرتی ترقی کا بڑا ذریعہ تھی۔ جن صحابہ میں کسی خاص میدان میں ذوق تھا۔ ان کی رسول اللہ ﷺ نے اس میدان میں تربیت کی اور ان کی اس میدان میں حوصلہ افزائی فرمائی۔

10۔ نبوی نظامِ تعلیم میں تعلیم اور تربیت کا امتزاج:

نبوی نظامِ تعلیم کی نمایاں خصوصیت یہ تھی کہ اس میں تعلیم و تدریس کے ساتھ تربیت کا خصوصی اہتمام کیا جاتا تھا۔ آج کے دور میں تعلیم کے ساتھ تربیت کا فقدان ہی ہماری تعلیمی نظام کی ناکامی کی بڑی بنیادی وجہ ہے۔

11۔ تعلیم بالغاں

کسی ملک و قوم کی شرح خواندگی بڑھانے کے لیے تعلیمِ بالغاں کی اشد ضرورت ہے۔ تعلیمِ بالغاں اس دور کا عالمی مسئلہ ہے۔ موجودہ دور میں تعلیمِ بالغاں کا محدود مفہوم ہے کہ بڑی عمر کے مرد و زن میں خواندگی کے فروغ تک محدود ہے جس میں ان کو لکھنا، پڑھنا اور معمولی حساب سکھانا ہے۔ اس کی ضرورت و اہمیت سے انکار نہیں ہے لیکن اسے تعلیم کہنا درست نہ ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ نے بڑی عمر کے افراد پر محنت کی۔ ان کی تعلیم و تربیت کا خصوصی اہتمام کیا۔ آپ ﷺ نے نیم وحشی معاشرہ میں بے حد قلیل وسائل کے ساتھ خطرات سے گھرے معاشرہ میں بچوں، نوجوانوں، کہولت رسیدہ اور بوڑھوں کو زیورِ تعلیم سے آراستہ فرمایا۔ ان سب کے لیے نہ صرف خواندگی ہی نہیں تعلیم کا انتظام کیا۔ ایسی بنیادی تعلیم میں عقائد و عبادات کے علاوہ آدابِ معاشرت اور معاملات کا معتد بہ حصہ بھی شامل تھا[71]۔ آپ ﷺ نے نظامِ تعلیم میں بچوں کی تعلیم کے ساتھ بڑی عمر کے مرد و زن میں خواندگی کی شرح کو بڑھانے کے لیے اقدامات کیے۔ عہدِ نبوی ﷺ میں تعلیمِ بالغاں پر خاص توجہ دی گئی۔ بڑی عمر کے صحابہ کرامؓ نے آپ ﷺ سے استفادہ کے لیے باری مقرر کی ہوئی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت مصعبؓ کو یثرب کے بڑت افراد کی تعلیم کے لیے یثرب میں بھیجا[72]۔

12۔عہد نبوی میں تعلیم و تدریس کے طریقے اور تکنیکس:

رسول اللہ ﷺ نے گروہی اور انفرادی تدریس کی اور طریقہ تدریس میں لیکچر اور سوال و جواب کے ذریعہ سے تعلیم کو ترجیح دی[73]۔

تدریسی عمل میں طلبہ کے انفرادی اختلافات کالحاظ رکھنا:

رسول اللہ ﷺ نے تعلم و تربیت میں انفرادی اختلافات کو مدِّ نظر رکھا۔

غلطی سرزد ہونے پر اصلاح کرنا اور نرمی کا مظاہرہ:

رسالت مآب ﷺ نے تعلیم و تربیت میں غلطی پر سختی کی بجائے نرمی کا مظاہرہ فرمایا۔احادیث میں ایک اعرابی کے مسجد میں پیشاب کرنے کا تذکرہ ملتا ہے۔ آپ ﷺ نے اعرابی سے نرمی کا مظاہرہ فرمایا:

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسًا فِي الْمَسْجِدِ وَأَصْحَابُهُ مَعَهُ إِذْ جَاءَ أَعْرَابِيٌّ فَبَالَ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ أَصْحَابُهُ مَهْ مَهْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُزْرِمُوهُ دَعُوهُ ثُمَّ دَعَاهُ فَقَالَ لَهُ إِنَّ هَذِهِ الْمَسَاجِدَ لَا تَصْلُحُ لِشَيْءٍ مِنْ الْقَذَرِ وَالْبَوْلِ وَالْخَلَاءِ[74]۔

طلبہ میں غور فکر پیدا کرنا

آپ ﷺ نے صحابہ کرام میں تعلیم کے دوران غور و فکر اور تدبر کو اہمیت دی۔

توجہ مبذول کرانے کے لیے تمثیلات کا استعمال:

آپ ﷺ توجہ مبذول کرانے کے لیے تمثیلات کا استعمال فرماتے تھے۔پانچ وقت کی نمازوں کی ادائیگی پر گناہوں کی معافی کی تفہیم کے لیے نہر میں نہانے کی مثال دی گئی[75]

سوال و جواب کی تکنیک:

آپ ﷺ دورانِ تعلیم سوال و جواب کا استعمال کرتے تھے۔اس سے دوران تعلیم طلبہ سے سوال کرنے کی رہنمائی ملتی ہے۔

امتِ مسلمہ کو تعلیمی میدان میں کامیابی سے ہمکنار ہونے کے لیے عہدِ نبوی کے مثالی نظام سے استفادہ کرنا چاہیے۔نظامِ تعلیم کی اصلاح اور تشکیلِ نو کے لیے اسوہِ رسول کی طرف رجوع ہی کامیابی کا ضامن ہے۔

مقالہ کے نتائج:

1۔اس مطالعہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ نبی ﷺ کا تعلیمی نظام جاندار تعلیمی پالیسی پر مبنی تھا۔اس کی بنیاد حتمی اور قطعی علوم قرآن و سنت پر رکھی گئی۔2۔عہدِ نبوی کے تعلیمی نظام میں فنی تعلیم کے ساتھ اسلامی معاشرہ کے عقائد و نظریات،اعمال و اخلاق کی اصلاح کو پیشِ نظر رکھا گیا تھا۔3۔بامقصد تعلیم دی گئی اور اس میں دنیا و آخرت کی فلاح کے لیے ان کی کردار ازی کی گئی ہے۔4۔عہدِ نبوی کے نظامِ تعلیم میں دینی و دنیاوی تعلیم کا فرق نہیں تھا۔اس میں ثنویت نہیں تھی۔5۔عہدِ نبوی کے نظامِ تعلیم میں خواتین کی تعلیم و

تربیت پر خصوصی توجہ دی گئی۔6۔عہدِ نبوی کے نظامِ تعلیم میں تخصص کا اہتمام کیا گیا۔7۔عہدِ نبوی ﷺ میں فنی تعلیم کا بھی انتظام کیا گیا۔

عصر حاضر میں عہدِ نبوی ﷺ کے تعلیمی نظام سے استفادہ کے لیے تجاویز وسفارشات

عہد نبوی کے تعلیمی نظام سے رہنمائی حاصل کرتے ہوئے ہمیں وطنِ عزیز پاکستان میں قرآن مجید کی تعلیم کی کماحقہ لازمی تدریس کرنی چاہیے۔

1. عہدِ نبوی کے نظامِ تعلیم سے موجودہ دور میں استفادہ کرتے ہوئے ایسا نصاب مرتب کرنا چاہیے جو سماج کے عقیدہ و نظریہ کے تحفظ کے ساتھ اس کی فنی اور عصری ضروتوں کو پورا کر سکے۔
2. اس سے معلوم ہوا کہ ایسا نصاب مرتب ہونا چاہیے جو اخلاق و کردار کے لحاظ سے غیرت مند حقیقی مسلمان پیدا کرے۔
3. عہدِ نبوی کے تعلیمی نظام سے یہ رہنمائی بھی ملتی ہے کہ نظامِ تعلیم ریاست کی سرپرستی میں ہونا چاہیے۔
4. اس مطالعہ سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ فنی تعلیم میں غیر مسلموں سے بھی مدد لی جاسکتی ہے۔
5. نبوی نظامِ تعلیم کے اہم اصول و قواعد سے استفادہ کرکے آج کے تعلیمی نظام کو بہتر بنایا جاسکتا ہے۔

All Rights Reserved © 2024 This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

حوالہ جات وحواشی

---

[1] ۔البقرۃ۲:۱۲۹۔

Albaqarah:2:129

[2] ۔ابن ماجہ، محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ (بیروت، دار الفکر،)ت،فواد عبد الباقی،باب فضل العلماء والحث علیٰ طلب العلم، ج1، ص83، رقم229۔ اس میں داؤد بن زبرقان متروک راوی ہے اور، بکر بن خنیس اور عبد الرحمان بن زیاد بن انعم افریقی ضعیف راویوں کی وجہ سے علامہ البانی نے اس روایت کو ضعیف قرار دیا۔

Ibn Mājah, Muḥammad ibn Yazīd, Sunan Ibn Mājah (Baīrūt, Dār-al-Fikr), taḥqīq: Fuʾād ʿAbd al-Bāqī, Bāb Faḍl-al-ʿUlamāʾ wa al-Ḥathth ʿalā Ṭalab al-ʿIlm, Jild. 1, ṣ. 83, raqam 229.

[3] ۔ابو داؤد، سلیمان، سنن ابی داؤد (صیدا، المکتبۃ العصریۃ) باب فی کسب المعلم، ج3، ص364، رقم3416۔

Abū Dāwūd, Sulaymān, Sunan Abī Dāwūd (Ṣaydā, al-Maktabah al-ʿAṣriyyah), Bāb fī Kasb al-Muʿallim,vol.p 364,No 3416.

[4] ۔ابن ہشام، عبد الملک، السیرۃ النبویۃ، (بیروت، دار الجیل، ۱۴۱۱ھ) ج5، ص294۔

Ibn Hishām, ʿAbd al-Malik, Al-Sīrah al-Nabawiyyah (Baīrūt, Dār al-Jīl, 1411 AH) Volume. 5,p.294.

[5] ۔حمید اللہ، ڈاکٹر، عہدِ نبوی کا تعلیمی نظام (حیدر آباد، حبیب اینڈ کمپنی، 1976ء) ص58۔

Ḥamīd Allāh, Doctor,ʿAhd al-Nabawī kā Taʿlīmī Niẓām (Ḥaydar Ābād, Ḥabīb and Company, 1976)p.58.

[6] حمید اللہ، ڈاکٹر، عہد نبوی کا نظام تعلیم، ص38۔

Ḥamīd Allāh, Doctor, ʿAhd al-Nabawī kā Taʿlīmī Niẓām, p.38

[7] حمید اللہ، ڈاکٹر، خطباتِ بہاولپور (اسلام آباد، ادارہ تحقیقاتِ اسلامی، ط دوازدہم، ۲۰۱۰ء) ص276۔

Ḥamīd Allāh,Doctor, Khuṭbāt-i-Bahāwalpūr,Islāmābād,Idārah Taḥqīqāt-i Islāmī,editiomʿ12),p.276

[8] ۔دارمی، سنن دارمی، عبد اللہ، (بیروت، دار البشائر، ط اول 2013ء) ج1، ص190، رقم536۔

Dārimī, Sunan Dārimī,ʿAbdullāh, (Baīrūt, Dār al-Bashāʾir, ṭabʿ Awwal 2013)vol. 1,p. 190,No 536.

[9] ۔ابن ابی شیبہ، عبد اللہ، المصنف فی الاحادیث والآثار، ت، کمال یوسف الحوت، (ریاض، مکتبۃ الرشد، ط اول 1409ھ)، ج5، ص313۔

Ibn Abī Shaybah, ʿAbd Allāh, Al-Muṣannaf fī al-Aḥādīth wa al-Āthār, taḥqīq: Kamāl Yūsuf al-Ḥūt, (Riyāḍ, Maktabah al-Rushd, ṭabʿ Awwal 1409 AH),vol. 5,p. 313.

[10] ۔ابو داؤود، سنن ابی داؤود، باب فی کتاب العلم، ج5، ص489، رقم3646۔

Abū Dāwūd, Sulaymān, Sunan Abī Dāwūd, Bāb fī Kitāb al-ʿIlm,vol,5,p489,No3646.

[11] ۔ابو داؤود، سنن ابی داؤود، باب فی کتاب العلم، ج5، ص489، رقم3650۔

Abū Dāwūd, Sulaymān, Sunan Abī Dāwūd, Bāb fī Kitāb al-ʿIlm,vol,5,p489,No3650.

[12] ۔حمید اللہ، ڈاکٹر، عہدِ نبوی کا تعلیمی نظام، ص59۔ غلام عابد خان، عہدِ نبوی کا نظامِ تعلیم ایک تاریخی و تحقیقی مطالعہ (لاہور، عوامی کتب خانہ اردو بازار، 1978ء) ص79۔

Ḥamīd Allāh, Doctor, ʿAhd al-Nabawī kā Taʿlīmī Niẓām, p.59.

Ghulām Ābid Khān, ‘Ahd-i Nabawī kā Nizām-i Ta‘līm: Ik Tārīkhī wa Taḥqīqī Mutāla‘ah (Lahore, ‘Awāmī Kutub Khānā, Urdu Bāzār, 1978), p.79

13 ۔دار قطنی، علی ، سنن دار قطنی(بیروت،مؤسسۃ الرسالۃ،2004ء)کتاب الفرائض والسیر وغیر ذلک،ج5،ص117،رقم 4059۔ بیہقی،احمد بن حسین،السنن الکبریٰ(بیرت،دار الکتب العلمیہ،ط سوم،2003ء)باب الحث علیٰ تعلیم الفرائض،ج6،ص343،۔رقم12175۔اس میں حفص بن سلیمان ضعیف ہے۔

Dār Quṭnī, ʿAlī, Sunan Dār Quṭnī (Baīrūt, Muʾassasat al-Risālah, 2004), Kitāb al-Farāʾiḍ wa al-Siyar wa Ghayr Dhālik, vol5,117,no 4059. Bayhaqī, Aḥmad ibn Ḥusayn, Al-Sunan al-Kubrā (Baīrūt, Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, ṭabʿThālithah, 2003), Bāb al-Ḥathth ʿalā Taʿlīm al-Farāʾiḍ,vol6,p 343,no 12175.

14 ۔ بیہقی،احمد بن حسین،السنن الصغیر(کراچی،جامعہ لدراسات الاسلامیہ،طا اول،1989ء)باب الفرائض،ج2،ص353 رقم،2280۔

Bayhaqī, Aḥmad ibn Ḥusayn, Al-Sunan al-saghir(Karachi,jamia ledarasat,1989)vol2,p353,no2280.

15 ۔ابن ماجہ، محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ،باب فضل العلماءوالحث علیٰ طلب العلم،ج1،ص83،رقم229۔اس میں داؤد بن زبر قان متروک راوی ہے۔ بکر بن خنیس اور عبد الرحمان بن زیاد افریقی ضعیف راویوں کی وجہ سے علامہ البانی نے اس روایت کو ضعیف قرار دیا۔

Ibn Mājah, Muḥammad ibn Yazīd, Sunan Ibn Mājah , Bāb Faḍl-al-ʿUlamāʾ wa al-Ḥathth ʿalā Ṭalab al-ʿIlm,vol. 1,p. 83,no 229.

16 ابن ہشام،عبد الملک،السیرۃ النبویۃ،ج2،ص188۔

Ibn Hishām, ʿAbd al-Malik, Al-Sīrah al-Nabawiyyah,vol2,p188.

17 ایضا۔

Ibid.

18 مؤلفین(ن م)اصول الدعوۃ وطرقھا(مدینۃ منورۃ،جامعہا لمدینہ عالمیہ)ج1،ص17۔

Muʾallifīn (N.M), Uṣūl al-Daʿwah wa Ṭuruqihā (Madinah Munawwarah, Jāmiʿah al-Madīnah al-ʿĀlamiyyah),vol1,p. 17.

19 ۔ایضاج1،ص140۔

Ibid.vol1,p140.

20 عدنان الجابری،اسلوب الحوار من سیرۃ مصعب بن عمیرؓ،(الجامعۃ اسلامیۃ بالمدینۃ المنورۃ،اطروحۃ للماجستیر)ج1،ص19۔

Adnān al-Jābirī, Uslūb al-Ḥiwār min Sīrah Muṣʿab ibn ʿUmayr (Al-Jāmiʿah al-Islāmiyyah bi al-Madīnah al-Munawwarah, Uṭrūḥah li al-Mājistīr)vol,1,p. 19.

21 ۔ علی الصلابی،السیرۃ النبویۃ،دروس وعبر فی تربیۃ الامۃ وبناء الدولۃ،ج3،ص130۔

ʿAlī al-Ṣallābī, Muḥammad, Al-Sīrah al-Nabawiyyah: ʿArḍ Waqāʾiʿ wa Taḥlīl al-Aḥdāth (Baīrūt, Dār al-Maʿrifah, ṭabʿ Hāfṭum, 2008), vol,3, p. 130.

22 علی الصلابی، محمد،السیرۃ اللنبویۃ عرض وقائع وتحلیل الاحداث،بیروت،دار المعرفۃ،ط ہفتم،2008ء،ج1،ص224۔

ʿAlī al-Ṣallābī, Muḥammad, Al-Sīrah al-Nabawiyyah: ʿArḍ Waqāʾiʿ wa Taḥlīl al-Aḥdāth (Baīrūt, Dār al-Maʿrifah, ṭabʿ Hāfṭum, 2008), vol1,p. 224.

23 ۔ علی الشیبانی،ابوالحسن،الکامل فی التاریخ(بیروت،دار الکتب العلمیہ،ط دوم،1415ھ)ج1،ص589۔

ʿAlī al-Shaybānī, Abū al-Ḥasan, Al-Kāmil fī al-Tārīkh (Baīrūt, Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, ṭabʿ Thāniyah, 1415 AH),vol. 1,p 589.

24 ۔ذہبی، محمد بن احمد، تاریخ الاسلام ووفیات المشاہیر والاعلامت،بشار عواد،(دار الغرب الاسلامی،ط اول2003ء)ج1،ص180۔

Dhahabī, Muḥammad bin Aḥmad, Tārīkh al-Islām wa Wafayāt al-Mashāhīr wa-al-'Alām, trans. Bashār 'Awād, (Dār al-Gharb al-Islāmī, 1st ed., 2003), vol. 1, p.180.

[25] کاندھلوی، محمد ادریس، سیرۃ المصطفیٰ(لاہور، مکتبہ عثمانیہ، ط1985ء)ج1، ص171۔

Kāndhalawī, Muḥammad Idrīs, Sīrah al-Muṣṭafā (Lāhore, Maktabah ʿUthmāniyyah, ṭabʿ1985),vol. 1,p. 171.

[26] ۔ ابن ہشام، عبد الملک، السیرۃ النبویۃ، ج2، ص281۔

Ibn Hishām, ʿAbd al-Malik, Al-Sīrah al-Nabawiyyah,vol2,p281.

[27] ۔ابو نعیم، احمد بن عبد اللہ، اصبہانی، معرفۃ الصحابۃ، ت، عادل غزاری(ریاض، دار الوطن للنشر، ط اول1998ء)ج5، ص2556۔ رقم 6172۔

Abū Naʿīm, Aḥmad ibn ʿAbd Allāh al-Aṣbahānī, Maʿrifat al-Ṣaḥābah, taḥqīq: ʿĀdil Ghazārī (Riyāḍ, Dār al-Waṭan li al-Nashr, ṭabʿ Awwal, 1998),vol. 5,p. 2556,No 6172.

[28] ۔ذہبی، محمد بن احمد، تاریخ الاسلام ووفیات المشاہیر والاعلام,ج1، ص680؛ ابو نعیم، احمد بن عبد اللہ، اصبہانی، معرفۃ الصحابۃ، ج5، ص2556، رقم6173

Dhahabī, Muḥammad bin Aḥmad, Tārīkh al-Islām wa Wafayāt al-Mashāhīr wa-al-'Alām,vol 1,p680; Abū Naʿīm, Aḥmad ibn ʿAbd Allāh al-Aṣbahānī, Maʿrifat al-Ṣaḥābah,vol5,p,2556,no6173

[29] ۔ابو داؤد، سلیمان بن اشعث، سنن ابی داؤد، باب فی الاوعیۃ، ج,3ص380، رقم.3994۔

Abū Dāwūd, Sulaymān, Sunan Abī Dāwūd, ,Bāb fī al-Awʿiyyah,vol,3,p380,No3994

[30] ۔ ابن بطال، علی بن خلف، شرح صحیح البخاری ریاض، مکتبۃ الرشد، ط دوم2003ء)ج5، ص257۔

Ibn Baṭāl, 'Alī bin Khalaf, Sharḥ Ṣaḥīḥ al-Bukhārī (Riyadh, Maktabat al-Rushd, 2nd ed., 2003),vol. 5, p. 257.

[31] ۔ابن سعد، محمد بن سعد، الطبقات الکبریٰ(بیروت، دار صادر)ج1، ص.321۔

Ibn Sa'd, Muḥammad bin Sa'd, al-Ṭabaqāt al-Kubrā (Baīrūt, Dār Ṣādir) vol.1, p.331.

[32] ۔ابن حبان، محمد، صحیح ابن حبان بترتیب ابن بلبان، بیروت، مؤسسۃ الرسالۃ، ط اوم، ۱۹۹۳ء)باب فرض متابعۃ الامام، ج، 5، ص، 503، رقم، 2131۔

Ibn Ḥibbān, Muḥammad ibn Ḥibbān, Ṣaḥīḥ Ibn Ḥibbān bi Tartīb Ibn Balbān (Baīrūt, Muʾassasat al-Risālah, ṭabʿ Awwal, 1993),vol. 5,p. 503,No 2131.

[33] ۔ابن سعد، محمد بن سعد، الطبقات الکبریٰ، ج1، ص359۔

Ibn Sa'd, Muḥammad bin Sa'd, al-Ṭabaqāt al-Kubrā) vol.1, p.359.

[34] ۔ یاسین شیخ، محمد، عہدِ نبوی کا تعلیمی نظام، کراچی، غضنفر اکیڈمی اردو بازار، ط، اول، 1988ء)ص200۔

Yāsīn Shaykh, Muḥammad, ʿAhd al-Nabawī kā Taʿlīmī Niẓām (Karāchī, Ghaḍanfar Academy Urdu Bazaar, ṭabʿ Awwal, 1989), p 200

[35] ۔ ابن ہشام، عبد الملک، السیرۃ النبویۃ، ت، طہ عبد الرؤف سعد، ج2، ص281۔

Ibn Hishām, ʿAbd al-Malik, Al-Sīrah al-Nabawiyyah,vol2,p281.

[36] ۔ ذہبی، محمد بن احمد، تاریخ الاسلام ووفیات المشاہیر والاعلام,ج1، ص680۔

Dhahabī, Muḥammad bin Aḥmad, Tārīkh al-Islām wa Wafayāt al-Mashāhīr wa-al-'Alām,vol.1,p.680.

[37] ۔ حمید اللہ، ڈاکٹر، عہد نبوی کا نظامِ تعلیم، ص۹۔

Ḥamīd Allāh, Doctor, ʿAhd al-Nabawī kā Taʿlīmī Niẓām, p.9

[38] ۔غلام عابد خان، عہدِ نبوی کا نظامِ تعلیم ایک تاریخی و تحقیقی مطالعہ، ص69۔

Ghulām Ābid Khān, 'Ahd-i Nabawī kā Nizām-i Ta'līm: Ik Tārīkhī wa Taḥqīqī Mutāla'ah, p. 69.

[39] ۔ابوداؤد، سلیمان، سنن ابی داؤد، باب فی کسب المعلم، ج3، ص364، رقم3416۔

Abū Dāwūd, Sulaymān, Sunan Abī Dāwūd Bāb fī Kasb al-Muʿallim,vol.3,p. 364,No 3416

[40] ۔ابن ہشام، عبدالملک، السیرۃ النبویۃ، ۱۴۱۱ھ) ج5، ص294۔

Ibn Hishām, ʿAbd al-Malik, Al-Sīrah al-Nabawiyyah,vol5,p294.

[41] ۔ایضاج5، ص294۔

Ibid.vol5,p294

[42] ۔ابن حبان، صحیح ابن حبان بترتیب ابن بلبان، باب فرض متابعۃ الامام، ج5، ص503، رقم2131۔

Ibn Ḥibbān, Muḥammad ibn Ḥibbān, Ṣaḥīḥ Ibn Ḥibbān bi Tartīb Ibn Balbān,vol5,p503,no2131

[43] ۔ ابن ماجہ، ابوعبداللہ محمد، سنن ابن ماجہ، ت، ارنوؤط، (دار الرسالۃ العالمیۃ، باب فضل العلماء والحث علی طلب العلم، ج1، ص151، رقم224۔

Ibn Mājah, Muḥammad ibn Yazīd, Sunan Ibn Mājah (Baīrūt, Dār-al-Fikr), taḥqīq: Fuʾād ʿAbd al-Bāqī, Bāb Faḍl-al-ʿUlamāʾ wa al-Ḥathth ʿalā Ṭalab al-ʿIlm,vol1,p151.no 224

[44] ۔غلام عابد خان، عہدِ نبوی کا نظامِ تعلیم ایک تاریخی و تحقیقی مطالعہ، ص69۔

Ghulām Ābid Khān, 'Ahd-i Nabawī kā Nizām-i Ta'līm, p. 69.

[45] ۔احمد، المسند، (بیروت: موسسۃ الرسالۃ، ط 1999ء) ج37 ص363 رقم22689۔ ابوداؤد، سلیمان، سنن ابی داؤد، باب فی کسب المعلم، ج3، ص364، رقم3416۔

Aḥmad, al-Musnad (Baīrūt: Mūsa'sah al-Risālah, 1999), vol. 37, p. 363, no. 22689. Abū Dāwūd, Sulaymān, Sunan Abī Dāwūd , Bāb fī Kasb al-Mu'allim, vol. 3, p. 364, no. 3416

[46] ۔ابن ہشام، عبدالملک، السیرۃ النبویۃ، ج5، ص294۔

Ibn Hishām, ʿAbd al-Malik, Al-Sīrah al-Nabawiyyah,vol 5,p494.

[47] ۔ احمد بن حنبل، المسند، ج۳۵، ص۴۶۳، رقم۲۱۵۸۷۔

Aḥmad, al-Musnad , vol. 35, p. 463, no. 21557

[48] ۔ابن حبان، محمد ابن حبان، صحیح ابن حبان بترتیب ابن بلبان، بیروت، مؤسسۃ الرسالۃ، ط اول، 1993ء) ج16، ص84، رقم7136۔

Ibn Ḥibbān, Muḥammad ibn Ḥibbān, Ṣaḥīḥ Ibn Ḥibbān bi Tartīb Ibn Balbān (Baīrūt, Muʾassasat al-Risālah, ṭabʿ Awwal, 1993), vol,1p84, 5, ṣ. 503,no7136..

[49] ۔احمد المسند، ج4، ص92، رقم2216۔

Aḥmad, al-Musnad , vol.4, p.92, no.2216

[50] ۔ابن سعد، محمد بن سعد، الطبقات الکبریٰ (بیروت، دار صادر) ج2، ص22۔ حمید اللہ، ڈاکٹر، عہد نبوی کا نظام تعلیم، ص10۔

Ibn Sa'd, Muḥammad bin Sa'd, al-Ṭabaqāt al-Kubrā (Baīrūt, Dār Ṣādir), vol.2,p22 Ḥamīd Allāh, Doctor, ʿAhd al-Nabawī kā Taʿlīmī Niẓām,p10.

51 ۔ترمذی، محمد، الجامع الصحیح سنن ترمذی (بیروت، دار احیاء احیاء التراث العربی) باب ماجاء فضل الفقہ علی العبادۃ، ج5، ص51 رقم 2687۔ یہ روایت سند کے لحاظ سے ابراہیم بن فضل مدنی مخزومی کے حافظہ کی کمزوری کی وجہ سے ضعیف ہے تاہم فضائل میں اس سے استفادہ کیا گیا ہے۔
Tirmidhī, Muḥammad, al-Jāmi‘ al-Ṣaḥīḥ Sunan al-Tirmidhī (Bairūt: Dār Iḥyā’ al-Turāth al-‘Arabī), Bāb Mā Jā’a fī Faḍl al-Fiqh ‘alā al-‘Ibādah, vol. 5, p. 51, no. 2687.

52 ۔مسلم، الجامع الصحیح للمسلم، باب وجوب امتثال ما قالہ شرعا دون ماذکرہ صلی اللہ علیہ وسلم من معایش الدنیا علی سبیل الرآی رقم، 2263۔
Muslim, al-Jāmi‘ al-Ṣaḥīḥ ,no.2363

53 ۔ابن ہشام، عبد الملک، السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، ج5، ص150۔
Ibn Hishām, ʿAbd al-Malik, Al-Sīrah al-Nabawiyyah ,vol 5,p150

54 ۔ ذہبی، محمد بن احمد، تاریخ الاسلام ووفیات المشاہیر والاعلام، ج2، ص592۔
Dhahabī, Muḥammad bin Aḥmad, Tārīkh al-Islām wa Wafayāt al-Mashāhīr wa-al-‘Alām),vol.2,p.680.

55 ۔علی متقی، کنز العمال فی سنن القوال والاعمال (بیروت، مؤسسۃ الرسالہ) ج10، ص142، رقم 28721۔
Alī Miṭaqī, Kanẓ al-‘Ummāl fī Sunan al-Qawāl wa al-A‘māl (Baīrūt: Mūsa’sah al-Risālah), vol. 10, p. 142, no. 28721.

56 ۔آلوسی، محمود، روح المعانی، بیروت، دار احیاء التراث العربی) ج23، ص120۔
Al-Ālūsī, Maḥmūd, Rūḥ al-Ma‘ānī (Baīrūt: Dār Iḥyā’ al-Turāth al-‘Arabī), vol. 23, p. 120.

57 ۔ایضا ج23، ص120۔
Ibid.vol23,p120

58 ۔حمید اللہ، ڈاکٹر، خطباتِ بہاولپور، ص277۔
Ḥamīd Allāh, Doctor, Khuṭbāt-i-Bahāwalpūr,p. 276.

59 ۔ترمذی، محمد بن عیسیٰ، الجامع الصحیح سنن ترمذی (بیروت، داراحیاء التراث العربی) باب ماجاء فی ادب الولد، ج4، ص338، رقم 1952۔
Tirmidhī, Muḥammad, al-Jāmi‘ al-Ṣaḥīḥ Sunan al-Tirmidhī, vol. 5, p.338, no.1952

60 ۔بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب العلم، باب ھل یجعل للنساء یوم علیٰ حدہ فی العلم، ج1، ص32، رقم 101۔
Bukhārī, Muḥammad ibn Ismā‘īl, al-Jāmi‘ al-Ṣaḥīḥ, Kitāb al-‘Ilm, Bāb Hal Yuj‘alu li-l-Nisā’ Yawm ‘alā ḥaddihi fī al-‘Ilm.vol1,p32,no 101.

61 ۔قسطلانی، ابو العباس احمد، ارشاد الساری لشرح صحیح البخاری (مصر، المطبعۃ الکبریٰ الامیریۃ، ط ہفتم، 1323ھ، ج1، ص197۔
Qasṭalānī, Abū al-‘Abbās Aḥmad, Irshād al-Sārī li-Sharḥ Ṣaḥīḥ al-Bukhārī (Miṣr: al-Maṭba‘ah al-Kubrā al-Amīrīyah, 7th ed., 1323 AH), vol. 1, p. 197.

62 یاسین شیخ، محمد، عہدِ نبوی کا تعلیمی نظام، کراچی، غضنفر اکیڈمی اردو بازار، ط، اول، 1988ء) ص192۔
Yāsīn Shaykh, Muḥammad, ʿAhd al-Nabawī kā Taʿlīmī Niẓām (Karāchī, Ghaḍanfar Academy Urdu Bazaar, ṭabʿ Awwal,1988), p192.

63 ۔ابوداؤد، سنن ابی داؤد، ج4، ص13، رقم 3889۔
Abū Dāwūd, Sulaymān, Sunan Abī Dāwūd Bāb fī Kasb al-Muʿallim,vol.4,p13,,No3889

64 ۔طیبی، شرح الطیبی علیٰ مشکوٰۃ المصابیح (الکاشف عن حقائق السنن) (ریاض، مکتبہ نزار مصطفیٰ الباز، ط اول 1997ء) ج9، ص2971۔
Ṭaībī, Sharḥ al-Ṭaībī ‘alā Mishkāt al-Maṣābīḥ (al-Kāshif ‘an Ḥaqā’iq al-Sunan) (Riyadh: Maktabah Nizār Muṣṭafā al-Bāz, 1st ed., 1997), vol. 9, p. 2971.

[65] ۔ابن ہشام،عبدالملک،السیرۃ النبویۃج4،ص198۔ذہبی،محمد بن احمد،تاریخ الاسلام ووفیات المشاہیر والاعلام،ج1،ص215۔مزی،یوسف،تہذیب الکمال(بیروت،موسسۃ الرسالہ1980ء)ج35،ص174،رقم7839۔

Ibn Hishām, ʿAbd al-Malik, Al-Sīrah al-Nabawiyyah ,vol4,p198. Dhahabī, Muḥammad bin Aḥmad, Tārīkh al-Islām wa Wafayāt al-Mashāhīr wa-al-ʻAlām, vol. 1, p.215.Mazī, Yūsuf, Tahdhīb al-Kamāl (Baīrūt: Mūsa’sah al-Risālah, 1980), vol. 35, p. 174, no. 7839.

[66] ۔طبری،محمد بن جریر،تاریخ الامم والملوک،(بیروت،دار الکتب العلمیہ،ط اول1407ء)ج2،ص100۔علی الصلابی،محمد،السیرۃ اللنبویۃ عرض وقائع وتحلیل الاحداث،ج1،ص616۔

Ṭabarī, Muḥammad ibn Jarīr, Tārīkh al-Umam wa al-Mulūk (Baīrūt: Dār al-Kutub al-ʻIlmīyah, 1st ed., 1407 AH), vol. 2, p. 100. ʿAlī al-Ṣallābī, Muḥammad, Al-Sīrah al-Nabawiyyah: ʿArḍ Waqāʾiʿ wa Taḥlīl al-Aḥdāth,vol1,p616.

[67] ۔غلام عابد خان،عہدِ نبوی کا نظامِ تعلیم ایک تاریخی وتحقیقی مطالعہ،ص2۔

Ghulām Ābid Khān, ‘Ahd-i Nabawī kā Nizām-i Ta‘līm:, p2.

[68] ۔حمید اللہ،ڈاکٹر،عہد نبوی کا نظامِ تعلیم،ص10۔

Ḥamīd Allāh, Doctor, ʿAhd al-Nabawī kā Taʿlīmī Niẓām,p10.

[69] یاسین شیخ،محمد،عہد نبوی کا تعلیمی نظام،ص205۔

Yāsīn Shaykh, Muḥammad, ʿAhd al-Nabawī kā Taʿlīmī Niẓām, p205

[70] یاسین شیخ،محمد،عہد نبوی کا تعلیمی نظام،ص203۔

Yāsīn Shaykh, Muḥammad, ʿAhd al-Nabawī kā Taʿlīmī Niẓām, p203

[71] ۔غلام عابد خان،عہدِ نبوی کا نظامِ تعلیم ایک تاریخی وتحقیقی مطالعہ،ص8۔

Ghulām Ābid Khān, ‘Ahd-i Nabawī kā Nizām, p.8.

[72] حمید اللہ،ڈاکٹر،عہد نبوی کا نظامِ تعلیم(حیدرآباد،مطبع شمس الاسلام،ط،1942ء)ص9۔

Ḥamīd Allāh, Doctor, ʿAhd al-Nabawī kā Taʿlīmī Niẓām (Ḥaydar Ābād, sham sui slam,, 1942,p9.

[73] ۔غلام عابد خان،عہدِ نبوی کا نظامِ تعلیم ایک تاریخی وتحقیقی مطالعہ،ص8۔

Ghulām Ābid Khān, ‘Ahd-i Nabawī kā Nizām, p.8.

[74] ۔احمد بن حنبل،المسند،ج20،ص297،رقم.12984

Aḥmad, al-Musnad , vol. 20, p.297, no.12984

[75] ۔احمد المسند،ج1،ص548،رقم518۔

Aḥmad, al-Musnad , vol.1, p.548, no.518